تفسیر حضرت مسیح موعودؑ

تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۝

حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ یعنی خدا نے تمہارا محبوب ایمان کو بنا دیا اور اس کو تمہارے دِلوں میں آراستہ کر دیا۔ (نور القرآن نمبر ۲ صفحہ ۳۹)

اس نے اے مومنو ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا اور اس کا حُسن و جمال تمہارے دل میں بٹھا دیا اور کفر اور بدکاری اور معصیت سے تمہارے دل کو نفرت دے دی اور بُری راہوں کا مکروہ ہونا تمہارے دل میں جما دیا۔ یہ سب کچھ خدا کے فضل اور رحمت سے ہوُا۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۶۵)

وَکَیْفَ یُنْسَبُ اِلَی الصَّحَابَةِ مَا یُخَالِفُ التَّقْوٰی وَسُبُلَہٗ وَیُبَایِنُ الْوَرَعَ وَحُلَلَہٗ مَعَ اَنَّ الْقُرْاٰنَ شَہِدَ بِاَنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْہِمُ الْاِیْمَانَ وَکَرَّہَ اِلَیْہِمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ. وَمَا کَفَّرَ اَحَدًا مِّنْہُمْ مَعَ وُقُوْعِ الْمُقَاتَلَةِ فَضْلًا عَنِ الْمُشَاجَرَةِ بَلْ سَمّٰی کُلَّ اَحَدٍ مِّنَ الْفَرِیْقَیْنِ مُسْلِمِیْنَ۔ (سرّ الخلافہ صفحہ ۱۱)

خدا نے تم پر پاک رُوح نازل کر کے ہر ایک نیکی تمہیں پیاری لگائی اور کُفر اور فسق اور عصیان تمہاری نظر میں مکروہ کیا۔ (ریویو آف ریلیجنز جلد ۱ نمبر ۵ صفحہ ۱۹۵)

الحجرات ١٠

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَہُمَا ۚ فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىہُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَہُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰہَ

ترجمہ از مرتب:۔ اور صحابہ کی طرف ایسی بات کیسے منسوب کی جا سکتی ہے جو تقویٰ اور اس کی راہوں کے خلاف ہے اور پرہیزگاری اور اس کی زیبائشوں کے منافی ہے۔ پھر جبکہ قرآن مجید نے یہ گواہی دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کو ان کا محبوب بنا دیا تھا اور ان کے دلوں میں کفر، نافرمانی اور معصیت کی نفرت ڈال دی تھی اور ان کو آپس میں جنگ و جدال اور باہمی آویزش کی وجہ سے کافر قرار نہیں دیا بلکہ ان دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کا نام مسلمان ہی رکھا۔ (سرّ الخلافہ صفحہ ۱۱)

یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْہُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْہُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِہْتُمُوْہُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ۝

فَانْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ اللّٰہُ وَھُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِیْنَ اِنَّکَ تُکَفِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ لِبَعْضِ مُشَاجَرَاتٍ وَھُوَ یُسَمِّی الْفَرِیْقَیْنِ مُؤْمِنِیْنَ مَعَ مُقَاتَلَاتٍ وَمُحَارَبَاتٍ وَیُسَمِّیْھِمْ اِخْوَةً مَعَ بَغْیِ الْبَعْضِ عَلَی الْبَعْضِ وَلَا یُسَمِّیْ فَرِیْقًا مِّنْھُمْ کَافِرِیْنَ بَلْ یَغْضَبُ عَلَی الَّذِیْنَ یَتَنَابَزُوْنَ بِالْاَلْقَابِ وَیَلْمِزُوْنَ اَنْفُسَھُمْ

ترجمہ از مرتب:۔ تم اس ارشاد پر غور کرو جو اصدق الصادقین خدا نے فرمایا ہے۔ تم مومنوں کو ان کے آپس کے بعض جھگڑوں پر کافر قرار دیتے ہو اور اللہ تعالیٰ دونوں فریقوں کو باوجود ان کے جھگڑوں کے مومن قرار دیتا ہے اور باوجود ایک فریق کے دوسرے فریق پر زیادتی کرنے کے ان کو بھائی بھائی ٹھہراتا ہے اور ان میں سے کسی فریق کا نام کافر نہیں رکھا

وَلَا یَسْتُرُوْنَ کَالْاَحْبَابِ وَیَسْخَرُوْنَ وَیَغْتَابُوْنَ وَیَظُنُّوْنَ ظَنَّ السَّوْءِ وَیَمْشُوْنَ مُتَجَسِّسِیْنَ بَلْ یُسَمِّیْ مُرْتَکِبَ ھٰذِہِ الْاُمُوْرِ فُسُوْقًا بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَیَغْضَبُ عَلَیْہِ کَغَضَبِہٖ عَلٰی اَھْلِ الْعُدْوَانِ وَلَا یَرْضٰی بِعِبَادِہٖ اَنْ یَّسُبُّوا الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ ھٰذَا مَعَ اَنَّہٗ یُسَمِّیْ فِیْ ھٰذِہِ الْاٰیَاتِ فَرِیْقًا مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ بَاغِیْنَ ظَالِمِیْنَ وَفَرِیْقًا مِنَ الْاٰخَرِیْنَ مَظْلُوْمِیْنَ وَلٰکِنْ لَا یُسَمِّیْ اَحَدًا مُرْتَدِّیْنَ وَکَفَاکَ ھٰذِہِ الْھِدَایَۃُ اِنْ کُنْتَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ فَلَا تُدْخِلْ نَفْسَکَ تَحْتَ ھٰذِہِ الْاٰیَاتِ وَلَا تُبَادِرْ اِلَی الْمُھْلِکَاتِ وَلَا تَقْعُدْ مَعَ الْمُعْتَدِیْنَ۔

(سِرّ الخلافہ صفحہ ۱۱، ۱۲)

ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے ہوسکتا ہے کہ جن سے ٹھٹھا کیا گیا ہے وہی اچھے ہوں بعض عورتیں بعض عورتوں سے ٹھٹھا نہ کریں ہوسکتا ہے کہ جن سے ٹھٹھا کیا گیا وہی اچھی ہوں اور عیب مت لگاؤ۔ اپنے لوگوں کے بُرے بُرے نام مت رکھو۔ بدگمانی کی باتیں مت کرو اور نہ عیبوں کو کُرید کُرید کر پوچھو۔ ایک دوسرے کا گلہ مت کرو۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۳۶)

پلید دِل سے پلید باتیں نکلتی ہیں اور پاک دل سے پاک باتیں۔ انسان اپنی باتوں سے ایسا ہی پہچانا جاتا ہے جیسا کہ درخت اپنے پھلوں سے۔ جس حالت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں صاف فرما دیا وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ یعنی لوگوں کے ایسے نام مت رکھو جو ان کو بُرے معلوم ہوں۔ (تحفہ غزنویہ صفحہ ۱۱)

تم ایک دوسرے کی چِڑ کے نام نہ ڈالو یہ فعل فساق و فجار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چِڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جبتک وہ خود اس طرح مُبتلا ہو گا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو جب کُل ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ

بلکہ وہ ان لوگوں پر ناراضگی کا اِظہار کرتا ہے جو ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے یاد کرتے ہیں اور اپنے ہی لوگوں پر عیب لگاتے ہیں اور دوستوں کی طرح پَردہ پوشی سے کام نہیں لیتے بلکہ تمسخر کرتے ہیں اور غیبت کرتے ہیں اور بدظنی سے کام لیتے ہیں اور اُٹھتے بیٹھتے لوگوں کے عیوب کی تلاش میں لگے رہتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ان امور کے مُرتکب کو ایمان کے بعد اطاعت سے نکل جانے والا قرار دیتا ہے اور اس پر اسی طرح اپنے غضب کا اظہار کرتا ہے جیسے کہ سرکشی کرنیوالوں پر۔ وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کے بندے مومنوں اور مسلمانوں کو گالیاں دیں۔ باوجود اس کے کہ وہ اِن آیات میں مومنوں کے ایک فریق کو باغی اور ظالم قرار دیتا ہے اور دوسرے کو مظلوم کہتا ہے لیکن وہ ان میں سے کسی کو اسلام کا تارک قرار نہیں دیتا۔ پس اگر تم متقی ہو تو تمہارے لئے یہ نصیحت کافی ہے۔ تم اپنے آپ کو ان آیات کی زَد میں نہ لاؤ اور ہلاک کرنیوالے امور کو اختیار کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لو اور زیادتی کرنے والوں کے ساتھ نشست برخواست نہ رکھو۔

(سِرّ الخلافہ صفحہ ۱۱، ۱۲)

کِس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۴۹، ۵۰)

چاہیئے کہ ایک تمہارا دوسرے کا گِلہ مت کرے۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ مُردے بھائی کا گوشت کھاؤ اور چاہیئے کہ ایک قوم دوسری قوم پر ہنسی نہ کرے کہ ہماری اُونچی ذات اور ان کی کم ہے ممکن ہے کہ وہ تم سے بہتر ہوں ..... اور تم بُرے ناموں سے جن سے لوگ چِڑتے ہیں یا اپنی ہتک سمجھتے ہیں ان کو مت پکارو ورنہ خدا کے نزدیک تمہارا نام بَدکار ہو گا۔

(لیکچر لاہور صفحہ ۱۰)

اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ بَدظنی ایک ایسا مرض ہے اور ایسی بُری بَلا ہے جو انسان کو اندھا کر کے ہلاکت کے تاریک کنوئیں میں گِرا دیتی ہے۔ بَدظنی ہی ہے جس نے ایک مُردہ انسان کی پرستش کرائی۔ بَدظنی ہی تو ہے جو لوگوں کو خدائے تعالیٰ کی صفات خلق، رحم، رازقیت وغیرہ سے معطّل کر کے نعوذ باللہ ایک فردِ معطّل اور شئی بیکار بنا دیتی ہے۔ الغرض اِسی بَدظنی کے باعث جہنم کا ایک بہت بڑا حِصہ اگر کہوں کہ سارا حِصہ بھر جائے گا تو مبالغہ نہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ماموروں سے بَدظنی کرتے ہیں وہ خدائے تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے فضل کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۹۷، ۹۸)

یہ خوب یاد رکھو کہ ساری خرابیاں اور بُرائیاں بَدظنی سے پَیدا ہوتی ہیں اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے اِس سے بہت منع فرمایا ہے اور فرمایا اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ اگر مولوی ہم سے بَدظنی نہ کرتے اور صدق اور استقلال کے ساتھ آ کر ہماری باتیں سُنتے۔ ہماری کتابیں پڑھتے اور ہمارے پاس رہ کر ہمارے حالات کا مشاہدہ کرتے تو ان الزامات کو جو وہ ہم پر لگاتے ہیں ہرگز نہ لگاتے لیکن جب انہوں نے خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کی عظمت نہ کی اور اس پر کاربند نہ ہوئے تو اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ مجھ پر بَدظنی کی اور میری جماعت پر بھی بَدظنی کی اور جھوٹے الزام اور اتہام لگانے شروع کر دئے یہاں تک کہ بعض نے بڑی بیباکی سے لکھ دیا کہ یہ تو دہریوں کا گروہ ہے نمازیں نہیں پڑھتے، روزے نہیں رکھتے وغیرہ وغیرہ اب اگر وہ اِس بَدظنی سے بچتے تو ان کو جھوٹ کی لعنت کے نیچے نہ آنا پڑتا اور وہ اس سے بچ جاتے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ بَدظنی بہت ہی بُری بَلا ہے جو انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور صدق اور راستی سے دُور پھینک دیتی ہے اور دوستوں کو دشمن بنا دیتی ہے۔ صدیقوں کے کمال کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اِنسان بَدظنی سے بہت ہی بچے اور اگر کسی کی نسبت کوئی سُوءِ ظن پَیدا ہو تو کثرت کے ساتھ اِستغفار کرے اور خدا تعالیٰ سے دُعائیں کرے تاکہ اس معصیت اور اس کے بُرے نتیجہ سے بچ جاوے جو اس بَدظنی کے پیچھے آنے والا ہے اس کو کبھی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہیئے یہ بہت ہی خطرناک بیماری ہے جس سے اِنسان بہت جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔

(الحکم جلد ۹ نمبر ۱۲ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

غرض بَدظنی اِنسان کو تباہ کر دیتی ہے یہاں تک کہ جب دوزخی جہنم میں ڈالے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو

یہی فرمائے گا کہ تمہارا یہ گناہ ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ پر بَدظنی کی بعض لوگ اِس قسم کے بھی ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خطا کاروں کو معاف کر دے گا اور نیکو کاروں کو عذاب دے گا یہ بھی خدا تعالیٰ پر بَدظنی ہے اِس لئے کہ اُس کی صفتِ عَدل کے سراسر خلاف ہے اور نیکی اور اس کے نتائج کو جو قرآن شریف میں اُس نے مقرر فرمائے ہیں بالکل ضائع کر دینا اور بیہُود ٹھہرانا ہے۔ پس خوب یاد رکھو کہ بَدظنی کا انجام جہنم ہے اس کو معمولی مرض نہ سمجھو بَدظنی سے ناامیدی اور ناامیدی سے جرائم اور جرائم سے جہنم ملتا ہے۔ بَدظنی صدق کی جَڑ کاٹنے والی چیز ہے اِس لئے تم اس سے بچو اور صدیق کے کمالات حاصل کرنے کے لئے دعائیں کرو۔ (الحکم جلد ۹ ۱۶ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

فساد اس سے شروع ہوتا ہے کہ انسان ظنونِ فاسدہ اور شکوک سے کام لینا شروع کرے۔ اگر نیک ظن کرے تو پھر کچھ دینے کی توفیق بھی مل جاتی ہے۔ جب پہلی ہی منزل پر خطا کی تو پھر منزلِ مقصود پر پہنچنا مشکل ہے۔ بَدظنی بہت بُری چیز ہے اِنسان کو بہت سی نیکیوں سے محروم کر دیتی ہے اور پھر بڑھتے بڑھتے یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ اِنسان خدا پر بَدظنی شروع کر دیتا ہے۔ (الحکم جلد ۴ ۳۵ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۰۰ء صفحہ ۲)

دوسرے باطن میں ہم تصرف نہیں کر سکتے اور اس طرح کا تصرف کرنا گناہ ہے۔ اِنسان ایک آدمی کو بَدخیال کرتا ہے اور پھر آپ اس سے بَدتر ہو جاتا ہے ..... سُوءِ ظن جلدی سے کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ تصرف فی العباد ایک نازک امر ہے اس نے بہت سی قوموں کو تباہ کر دیا کہ انہوں نے انبیاء اور ان کے اہلِ بَیت پر بَدظنیاں کیں۔

(البدر جلد ۱ ۷ مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۵۴)

وَلَا تَجَسَّسُوْا یعنی تجسس مت کیا کرو۔ (البدر جلد ۲ ۱۰ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۷۶)

اپنے بھائی کا گِلہ کرنا مُردہ کھانا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا یعنی ایک مسلمان کو چاہیئے کہ دوسرے مسلمان کا گِلہ نہ کرے۔ کیا کوئی مسلمان اِس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھاوے۔ (ست بچن صفحہ ۱۳۶)

ایک صوفی کے دو مرید تھے ایک نے شراب پی اور نالی میں بیہوش ہو کر گرا دوسرے نے صوفی سے شکایت کی۔ اس نے کہا تُو بڑا بے اَدب ہے کہ اس کی شکایت کرتا ہے اور جا کر اُٹھا نہیں لاتا۔ وہ اسی وقت گیا اور اُسے اُٹھا کرکے چلا۔ کہتے تھے کہ ایک نے تو بہت شراب پی لیکن دوسرے نے کم پی کہ اُسے اُٹھا کر لے جا رہا ہے۔ صوفی کا مطلب یہ تھا کہ تُو نے اپنے بھائی کی غیبت کیوں کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کا حال پُوچھا تو فرمایا کہ کسی کی سچی بات کا اس کی عدم موجودگی میں اس طرح سے بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہے تو اُسے بُرا لگے غیبت ہے اور اگر وہ بات اس میں نہیں ہے اور تُو بیان کرتا ہے تو اس کا نام بہتان ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا۔ اس میں غیبت کرنے کو ایک بھائی کا گوشت کھانے سے

تعبیر کیا گیا ہے اور اِس آیت سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو آسمانی سِلسلہ بنتا ہے ان میں غیبت کرنے والے بھی ضرور ہوتے ہیں اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یہ آیت بیکار جاتی ہے۔ اگر مومنوں کو ایسا ہی مطہر ہونا تھا اور ان سے کوئی بَدی سرزد نہ ہوتی تو پھر اس آیت کی کیا ضرورت تھی۔ (البدر جلد ۳ ۲۶ مورخہ ۸ جولائی ۱۹۰۴ء صفحہ ۴)

بعض گناہ ایسے باریک ہوتے ہیں کہ اِنسان ان میں مُبتلا ہوتا ہے اور سمجھتا ہی نہیں۔ جوان سے بُوڑھا ہو جاتا ہے مگر اُسے پتہ نہیں لگتا کہ گناہ کرتا ہے مثلاً گِلہ کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ ایسے لوگ اس کو بالکل ایک معمولی اور چھوٹی سی بات سمجھتے ہیں حالانکہ قرآن شریف نے اس کو بہت ہی بُرا قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ خدا تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے کہ اِنسان ایسا کلمہ زبان پر لاوے جس سے اس کے بھائی کی تحقیر ہو اور ایسی کارروائی کرے جس سے اس کو حَرَج پہنچے۔ ایک بھائی کی نسبت ایسا بیان کرنا جس سے اس کا جاہل اور نادان ہونا ثابت ہو یا اس کی عادت کے متعلق خفیہ طور پر بے غیرتی یا دشمنی پَیدا ہو یہ سب بُرے کام ہیں۔

(الحکم جلد ۱۰ ۲۲ مورخہ ۲۴ جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

۱۴ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝

پہلے نوعِ انسان صرف ایک قوم کی طرح تھی اور پھر وہ تمام زمین پر پھیل گئے تو خدا نے ان کے سہولتِ تعارف کے لئے ان قوموں کو منقسم کر دیا اور ہر ایک قوم کے لئے اُس کے مناسبِ حال ایک مذہب مقرر کیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۱۳۸)

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی جس قدر کوئی تقوٰی کی دقیق راہیں اختیار کرے اُسی قدر خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا زیادہ مرتبہ ہوتا ہے۔ پس بِلاشُبہ یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا تقوٰی ہے کہ قبل از خطرات خطرات سے محفوظ رہنے کی تدبیر بطور حفظِ ماتقدم کی جائے۔ (نور القرآن حصہ دوم صفحہ ۴۵)

اَولیاء اللہ اور رسُول اور نبی جن پر خدا کا رحم اور فضل ہوتا ہے اور خدا ان کو اپنی طرف کھینچتا ہے وہ دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ جو دوسروں کی اِصلاح کے لئے مامور نہیں ہوتے بلکہ ان کا کاروبار اپنے نفس تک ہی محدود ہوتا ہے اور اُن کا کام صرف یہی ہوتا ہے کہ وہ ہر دَم اپنے نفس کو ہی زُہد اور تقوٰی اور اِخلاص کا صیقل دیتے رہتے ہیں اور حتی الوسع خدا تعالیٰ کی ادق سے ادق رضامندی کی راہوں پر چلتے اور اُس کے باریک وصایا کے

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام

جلد ۱۹

کشتیٔ نوح۔ تحفۃ الندوہ۔ اعجاز احمدی۔ ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی

مواہب الرحمٰن۔ نسیمِ دعوت۔ سناتن دھرم

اپنے گروہ کے چھڑانے کیلئے اور طاعون سے نجات دلانے کیلئے یہ انتظام کریں کہ اپنے اُس خدا سے جس پر وہ ایمان رکھتے ہیں یا اپنے کسی اور معبود سے جس کو انہوں نے بجائے خدا سمجھ لیا ہے۔ ان مصیبت زدوں کی شفاعت کریں اور اس سے کوئی پختہ وعدہ لیکر اشتہارات کے ذریعہ سے شائع کردیں جیسا کہ ہم نے یہ اشتہار شائع کردیا ہے۔ اسمیں تو سراسر مخلوق کی بھلائی اور اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت ہے اور نیز گورنمنٹ کی مدد ہے۔ گورنمنٹ بجز اسکے کیا چاہتی ہے کہ اسکی رعایا طاعون کی بلا سے بچ جائے گو کسی طرح بچ جائے۔ بالآخر یاد رہے کہ ہم اس اشتہار میں اپنی جماعت کو جو مختلف حصوں پنجاب اور ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے ٹیکا لگوانے سے منع نہیں کرتے۔ جن لوگوں کی نسبت گورنمنٹ کا قطعی حکم ہو اُن کو ضرور ٹیکا کرانا چاہیئے اور گورنمنٹ کے حکم کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ اور جنکو اپنی رضامندی پر چھوڑا گیا ہے اگر وہ اس تعلیم پر پورے قائم نہیں ہیں جو انکو دیگئی ہے تو انکو بھی ٹیکا کرانا مناسب ہے تا وہ ٹھوکر نہ کھاویں اور تا وہ اپنی خراب حالت کی وجہ سے خدا کے وعدہ کی نسبت لوگوں کو دھوکہ نہ دیں۔ اور اگر
ص۱۰ یہ سوال ہو کہ وہ تعلیم کیا ہے جس کی پوری پابندی طاعون کے حملہ سے بچا سکتی ہے۔ تو میں بطور مختصر چند سطریں نیچے لکھدیتا ہوں۔

تعلیم

"واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جبتک دل کی عزیمت سے اسپر پورا پورا عمل نہ ہو۔ پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اُس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جسکی نسبت خدا تعالیٰ کی کلام میں یہ وعدہ ہے اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے میں اُسکو بچاؤنگا۔ اسجگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں۔ پیروی کرنے کیلئے یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں کہ انکا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اُس کا بیٹا۔ وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر

چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے وہ ایسا ہے کہ باوجود دُور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دُور ہے۔ اور باوجود ایک ہونے کے اُسکی تجلیات الگ الگ ہیں۔ انسان کیطرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اسکے لئے وہ ایک نیا خدا بنجاتا ہے۔ اور ایک نئی تجلّی کے ساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے۔ اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیّر آجاتا ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیّر اور کمالِ تام رکھتا ہے۔ لیکن انسانی تغیّرات کے وقت جب نیکی کی طرف انسان کے تغیّر ہوتے ہیں۔ تو خدا بھی ایک نئی تجلّی سے اُسپر ظاہر ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلّی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہے جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑھ ہے۔ یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اپنے کُل تعلّقات پر اُسکو مقدم رکھو۔ اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اُس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دُنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اُسکو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اُسکو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اُسکی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔
مگر تم اُس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اُسمیں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی ص۱۱
اُسکی مرضی اور تمہاری خواہشیں اُسکی خواہشیں ہو جائیں۔ اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مُراد یابی اور نامرادی میں اُس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدّت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے۔ کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اُسکی رضا کا طالب ہو جائے اور اُسکی قضا و قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھکر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اُسکی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اُسکے بندوں پر رحم کرو اور اُن پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبّر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیّت اور مخلوق کے ہمدرد بنجاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے

بھیڑیے ہیں۔ بہت ہیں جو اُوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اُسکی جناب میں قبول
نہیں ہو سکتے جبتک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ اُن کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر
نادانوں کو نصیحت کرو نہ خودنمائی سے اُنکی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خودپسندی
سے اُنپر تکبّر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور مخلوق کی
پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ۔ اور دُنیا سے دل برداشتہ رہو۔ اور اُسی کے
ہو جاؤ۔ اور اُسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اُسکے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ
وہ پاک ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی۔ اور ہر ایک شام
تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دُنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں
کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں۔ بلکہ تم خدا کی لعنت سے
ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جسپر پڑتی ہے اُسکی دونوں جہانوں میں بیخکنی کر جاتی ہے تم ریاکاری
کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اُس کی انسان کے پاتال تک نظر
ہے۔ کیا تم اُس کو دھوکہ دے سکتے ہو۔ پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ
اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دُور کر دیگی۔
اور اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبّر ہے یا ریا ہے یا خودپسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ قبول کے ص۱۳
لائق ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لیکر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ہے کیونکہ
خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پُورا پُورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جسکے بعد وہ تمہیں
زندہ کریگا۔ تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی
کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائیگا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے
چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو۔ اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلّل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی
فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کیلئے تم بلائے گئے ہو اُسمیں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی
بد قسمت وہ شخص ہے جو اِن باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے مُنہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ

آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ
بزرگ وُہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اُس کا
مجھ میں حصّہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وُہ قدوس اور غیور ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل
نہیں کر سکتا۔ متکبّر اُس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اُس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ خائن اُس کا قرب
حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہر ایک جو اُسکے نام کیلئے غیرتمند نہیں اُس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا
پر کتّوں یا چیونٹیوں یا گدّوں کی طرح گرتے ہیں اور دُنیا سے آرام یافتہ ہیں وُہ اُس کا قرب حاصل نہیں
کر سکتے۔ ہر ایک ناپاک آنکھ اُس سے دُور ہے۔ ہر ایک ناپاک دل اُس سے بیخبر ہے۔ وُہ جو اُسکے لئے
آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائیگا۔ وُہ جو اُسکے لئے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اُسکے لئے دُنیا سے
توڑتا ہے وہ اُسکو ملیگا۔ تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا
وہ بھی تمہارا دوست بنجائے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو۔ تا
آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اُسکے ہو جاؤ تا وُہ بھی تمہارا ہو جاوے۔ دُنیا ہزاروں بلاؤں کی جگہ
ہے جنمیں سے ایک طاعون بھی ہے۔ سو تم خدا سے صدق کے ساتھ پنجہ مارو۔ تا وُہ یہ بلائیں تم سے دُور رکھے۔
کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جبتک آسمان سے حکم نہ ہو۔ اور کوئی آفت دُور نہیں ہوتی جبتک آسمان سے
رحم نازل نہ ہو۔ سو تمہاری عقلمندی اِسی میں ہے کہ تم جڑ کو پکڑو نہ شاخ کو۔ تمہیں دوا اور تدبیر سے
ممانعت نہیں ہے مگر اُنپر بھروسہ کرنے سے ممانعت ہے۔ اور آخر وُہی ہوگا جو خدا کا ارادہ ہوگا۔ اگر کوئی
ص۱۳ طاقت رکھے تو توکّل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے۔ اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ
قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دینگے
وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُنکو
آسمان پر مقدم رکھا جائیگا۔ نوع انسان کیلئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام
آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ
سچی محبت اِس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اسکے غیر کو اسپر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر

تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وُہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی۔ بلکہ حقیقی نجات وُہ ہے کہ اسی دُنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ **نجات یافتہ کون ہے؟** وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اسکے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کیلئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ **برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے**۔ اور اسکے ہمیشہ زندہ رہنے کیلئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اسکے افاضہ تشریعی اور رُوحانی کو قیامت تک جاری رکھا۔ اور آخرکار اسکی رُوحانی فیض رسانی سے اس **مسیح موعود** کو دُنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی **تکمیل** کیلئے ضروری تھا۔ کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دُنیا ختم نہ ہو جبتک کہ محمدی سلسلہ کیلئے ایک مسیح رُوحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا۔ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ[لہ]۔ موسیٰ نے وہ متاع پائی جسکو قرون اُولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی جسکو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھکر۔ مثیلِ موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر۔ اور مثیلِ ابن مریم ابن مریم سے بڑھکر۔ اور وہ مسیح موعود نہ صرف مدت کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا※ جیسا کہ مسیح ابن مریم موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا جبکہ مسلمانوں کا وہی حال تھا جیسا کہ مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں کا حال تھا۔ سو وہ میں ہی ہوں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ نادان ہے وہ جو اُس سے لڑے۔ اور جاہل ہے وُہ جو اسکے مقابل پر یہ اعتراض کرے کہ یوں نہیں بلکہ یُوں چاہیئے تھا۔ اور اُس نے مجھے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے جو دس ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔ ازاں جملہ ایک طاعون بھی نشان ہے پس جو شخص مجھ سے سچی بیعت کرتا ہے اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے وہی ہے جو ان ص۱۴

※ یہودی اپنی تاریخ کی رُو سے بالاتفاق یہی مانتے ہیں کہ موسیٰ سے چودھویں صدی کے سر پر عیسیٰ ظاہر ہوا تھا۔ دیکھو یہودیوں کی تاریخ۔ منہ

لہ الفاتحۃ: ۶-۷

آفتوں کے دنوں میں میری رُوح اسکی شفاعت کریگی۔ **سو اے وے تمام لوگو** جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو۔ آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت **شمار** کئے جاؤ گے جب سچ مچ **تقویٰ** کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پُورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ **تقویٰ** ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔ ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔ **سو خبردار رہو** ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے **پختہ تعلق** ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دیگا۔ سو تم اُسکو مت چھوڑو۔ اور ضرور ہے کہ تم دُکھ دئے جاؤ اور اپنی کئی اُمیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو۔ کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اُسکی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو۔ اور گالیاں سنو اور شکر کرو۔ اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو۔ سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائیگا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائیگا اور حسرت سے مریگا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ دیکھو **میں** بہت خوشی سے **خبر** دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے۔ اگرچہ سب اُسی کی مخلوق ہے لیکن وُہ اُس شخص کو چُن لیتا ہے جو اُسکو چُنتا ہے۔ وہ اُسکے پاس آجاتا ہے جو اُسکے پاس جاتا ہے۔ جو اُسکو عزت دیتا ہے وہ بھی اس کو عزت دیتا ہے +

تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اُسکی طرف آجاؤ۔ کہ وہ تمہیں قبول کریگا۔ عقیدہ کے رُو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا ص۱۵

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام

جلد ۱

اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کرو

اہلِ تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں۔ یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظرِ استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے۔ یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن بڑا وُہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سُنے۔ اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزّت کرے۔ کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دُکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ[1]۔ تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فُسّاق و فجّار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے۔ وُہ نہ مَرے گا جبتک وُہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کُل پانی پیتے ہو۔ تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرّم و معظّم کوئی دُنیاوی اصولوں سے نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وُہ ہے۔ جو متقی ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ[2]۔ (ص ۲۶)

ذاتوں کا امتیاز

یہ جو مختلف ذاتیں ہیں۔ یہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے محض عرف کیلئے یہ ذاتیں بنائیں۔ اور آجکل تو صرف بعد چار پُشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی

[1] الحجرات : ۱۲ [2] الحجرات : ۱۴

تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپؐ کی رُوح میں وُہ صِدق و وفا تھا۔ اور آپؐ کے اعمال خُدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا۔ کہ آیندہ لوگ شکر گذاری کے طور پر دُرود بھیجیں۔ آپ کی ہمّت و صِدق وُہ تھا کہ اگر ہم اُوپر یا نیچے نگاہ کریں۔ تو اُس کی نظیر نہیں ملتی۔ خود حضرت مسیحؑ کے وقت کو دیکھ لیا جاوے کہ اُن کی ہمّت یا رُوحانی صِدق و وفا کا کہاں تک اثر اُن کے پیرووں پر ہوا۔ ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ایک بَد روش کو درست کرنا کس قدر مشکل ہے۔ عاداتِ راسخہ کا گنوانا کیسا محالات سے ہے۔ لیکن ہمارے مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے تو ہزاروں انسانوں کو دُرست کیا۔ جو حیوانوں سے بد تر تھے۔ بعض ماؤں اور بہنوں میں حیوانوں کی طرح فرق نہ کرتے تھے۔ یتیموں کا مال کھاتے۔ مُردوں کا مال کھاتے۔ بعض ستارہ پرست، بعض دہریہ، بعض عناصر پرست تھے۔ جزیرہ عرب کیا تھا۔ ایک مجموعہ مذاہب اپنے اندر رکھتا تھا ✦